روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 10 دسمبر 2011ء 14 محرم 1433 ہجری 10 فتح 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 277

وہ بہتر تھے

ضبہ بن محصن العنزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ سے بہتر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا۔ ”خدا کی قسم حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات اور ایک دن ہی عمر اور اس کی اولاد کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ کیا میں تمہیں ان کی اس رات اور دن کا کچھ حال سناؤں؟“ ”ان کی رات تو وہ تھی جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کر کے رات کو جانا پڑا اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کا ساتھ دیا اور ان کا دن وہ تھا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب مرتد ہو کر نماز اور زکوٰۃ سے منکر ہو گئے اس وقت انہوں نے میرے لوگوں سے نرمی کرنے کے مشورہ کے برخلاف جہاد کا عزم کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس میں کامیاب کر کے ثابت فرمایا کہ وہ حق پر تھے۔“

(کنز العمال کتاب الفضائل جلد 6 ص 313 فضائل ابی بکر)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

عندالعقل یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے پہلے جو ایک سعیدالفطرت آدمی کے نفس کو خدا تعالیٰ کی طرف اس کی طلب میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ وہ خشوع اور انکسار ہے اور خشوع سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے فروتنی اور تواضع اور تضرع کی حالت اختیار کی جائے اور جو اس کے مقابل پر اخلاق ردیہ ہیں جیسے تکبر اور عُجب اور ریا اور لاپروائی اور بے نیازی ان سب کو خدا تعالیٰ کے خوف سے چھوڑ دیا جائے اور یہ بات بدیہی ہے کہ جب تک انسان اپنے اخلاق ردیہ کو نہیں چھوڑتا اس وقت تک ان اخلاق کے مقابل پر جو اخلاق فاضلہ ہیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں ان کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ دو ضدّین ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی ابتدا میں اس نے فرمایا۔ ھدی للمتقین یعنی قرآن شریف ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو متقی ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو تکبر نہیں کرتے اور خشوع اور انکسار سے خدا تعالیٰ کے کلام میں غور کرتے ہیں وہی ہیں جو آخر کو ہدایت پاتے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ان آیات میں چھ ۶ جگہ افلح کا لفظ ہے۔ پہلی آیت میں صریح طور پر جیسا کہ فرمایا ہے قد افلح المومنون .... اور بعد کی آیتوں میں عطف کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور افلح کے لغت میں یہ معنے ہیں اصیر الی الفلاح یعنی فوز مرام کی طرف پھیرا گیا اور حرکت دیا گیا۔ پس ان معنوں کی رو سے مومن کا نماز میں خشوع اختیار کرنا فوز مرام کے لئے پہلی حرکت ہے جس کے ساتھ تکبر اور عُجب وغیرہ چھوڑنا پڑتا ہے اور اس میں فوز مرام یہ ہے کہ انسان کا نفس خشوع کی سیرت اختیار کر کے خدائے تعالیٰ سے تعلق پکڑنے کے لئے مستعد اور تیار ہو جاتا ہے۔

دوسرا کام مومن کا یعنی وہ کام جس سے دوسرے مرتبہ تک قوت ایمانی پہنچتی ہے اور پہلے کی نسبت ایمان کچھ قوی ہو جاتا ہے عقل سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ مومن اپنے دل کو جو خشوع کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے لغو خیالات اور لغو شغلوں سے پاک کرے۔ کیونکہ جب تک مومن یہ ادنیٰ قوت حاصل نہ کر لے کہ خدا کے لئے لغو باتوں اور لغو کاموں کو ترک کر سکے جو کچھ بھی مشکل نہیں اور صرف گناہ بے لذت ہے اس وقت تک یہ طمع خام ہے کہ مومن ایسے کاموں سے دست بردار ہو سکے جن سے دست بردار ہونا نفس پر بہت بھاری ہے اور جن کے ارتکاب میں نفس کو کوئی فائدہ یا لذت ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ پہلے درجہ کے بعد کہ ترک تکبر ہے دوسرا درجہ ترک لغویات ہے۔ اور اس درجہ پر وعدہ جو لفظ افلح سے کیا گیا ہے یعنی فوز مرام اس طرح پر پورا ہوتا ہے کہ مومن کا تعلق جب لغو کاموں اور لغو شغلوں سے ٹوٹ جاتا ہے تو ایک خفیف سا تعلق خدا تعالیٰ سے اس کو ہو جاتا ہے اور قوت ایمانی بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خفیف تعلق۔ اس لئے ہم نے کہا کہ لغویات سے تعلق بھی خفیف ہی ہوتا ہے پس خفیف تعلق چھوڑنے سے خفیف تعلق ہی ملتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 230)

وقف جدید کیلئے مالی قربانی میں اضافہ کی ضرورت

پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال وقف جدید میں بھی باقی چندوں کی طرح اضافہ ہو رہا ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ کام میں وسعت دے رہا ہے، جتنا جتنا کام پھیل رہا ہے، اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وسائل بھی مہیا فرما رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔

(روزنامہ الفضل 6 مارچ 2007ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت سے وقف جدید کے مالی سال کے اختتام پر زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی درخواست ہے۔

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

المنار سے لطف اٹھائیے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام المنار کے نام سے ایک میگزین ای گزٹ (انٹرنیٹ ایڈیشن) جاری ہے۔ ماہ دسمبر 2011ء میں اس کی اشاعت پر ایک سال پورا ہو گیا ہے۔ احباب جماعت کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ یہ رسالہ جماعت کی مرکزی ویب سائٹ پر ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں اپ لوڈ کر دیا جاتا ہے۔ Periodicals کے سیکشن میں جا کر اس رسالہ سے لطف اٹھائیں۔

(عطاء المجیب راشد۔ صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

مشعل راہ

اپنے بچوں کی خوشیوں کیلئے والدین سے حسن سلوک کریں

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 16/جنوری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اسکا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔ (مسند احمد جلد 3۔صفحہ نمبر 266۔مطبوعہ بیروت)

تو یہاں عمر بڑھانے کا اور رزق میں برکت کا ایک اصول بتا دیا گیا ہے کہ اگر کشائش چاہتے ہو، اپنے بچوں کی دور دور کی خوشیاں دیکھنا چاہتے ہو تو والدین سے حسن سلوک کرو۔ان کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو۔یاد رکھو کہ بچپن میں تمہیں انہوں نے بڑی تکلیف سے پالا ہے۔اگر تمہاری طرف توجہ نہ دیتے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تمہاری تو یتیمی کی حالت تھی۔کچھ کر نہیں سکتے تھے۔کیونکہ تمہیں کسی نے پوچھنا بھی نہیں تھا۔وہ ماں باپ ہی ہیں جو بچے کو اس طرح پوچھتے ہیں، درد سے پوچھتے ہیں۔تو جب تم بڑے ہوتے ہو تو تمہاری لکھائی پڑھائی کی کوشش کی طرف توجہ دیتے ہیں۔اپنے پر ہر تکلیف وارد کرتے ہیں اور تمہیں پڑھاتے ہیں۔کئی والدین ایسے ہیں جو فاقے کرتے ہیں اور اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے پڑھ جائیں۔تاکہ بڑے ہو کر وہ معاشرے میں عزت واحترام سے رہ سکیں، ہمارے والا ان کا حال نہ ہو۔لیکن بعض ایسے ناخلف اور بدقسمت بچے ہوتے ہیں کہ جب وہ سب کچھ ماں باپ سے حاصل کر لیتے ہیں، تعلیم حاصل کر کے بڑے افسر لگ جاتے ہیں تو اپنی الگ دنیا بسا لیتے ہیں اور پھر ماں باپ کی کوئی پروا بھی نہیں ہوتی۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے اس کی مثال دی ہے کہ کسی ہندو نے بڑی تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو بی اے یا ایم اے کرایا اور اس ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔آج کل ڈپٹی ہونا کوئی بڑا اعزاز نہیں سمجھا جاتا لیکن پہلے وقتوں میں ڈپٹی ہونا بھی بڑی بات تھی۔اُس کے باپ کو خیال آیا کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے میں بھی اُس سے مل آؤں۔چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اُس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔یہ بھی اپنی غلیظ دھوتی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔باتیں ہوتی رہیں کسی شخص کو اس غلیظ آدمی کا بیٹھنا برا محسوس ہوا اور اُس نے پوچھا کہ ہماری مجلس میں یہ کون آبیٹھا ہے۔ڈپٹی صاحب اس کی یہ بات سن کر کچھ جھینپ سے گئے اور شرمندگی سے بچنے کے لئے کہنے لگے یہ ہمارے ٹہلیا ہیں۔باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر غصے کے ساتھ جل گیا اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔جناب میں ان کا ٹہلیا نہیں ان کی ماں کا ٹہلیا ہوں''۔(حضرت مصلح موعود یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ)۔''ساتھ والوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے اس کو بہت لعن طعن کی اور کہا کہ اگر آپ ہمیں بتاتے تو ہم اُن کی مناسب تعظیم وتکریم کرتے اور ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں کہ لوگ رشتہ داروں کے ساتھ ملنے سے جی چراتے ہیں تاکہ اُن کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی واقع نہ ہو جائے۔گویا ماں باپ کا نام روشن کرنا تو الگ رہا اُن کے نام کو بٹہ لگانے والے بن جاتے ہیں اور سوائے ان لوگوں کے جو اس نقطۂ نگاہ سے والدین کی عزت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین کی عزت کرو۔دنیا داروں میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو والدین کی پورے طور پر عزت کرتے ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ طبقہ دونوں میں یہی حالات نظر آتے ہیں۔اسی طرح بعض نوجوان اپنی ماؤں کی خبر گیری ترک کر دیتے ہیں اور جب پوچھا جاتا ہے تو اُن کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اماں جی کی طبیعت تیز ہے اور میری بیوی سے اُن کی بنتی نہیں''۔(حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ)''یہ کوئی بات نہیں ہے کیونکہ ماں کا بھی بہرحال ایک مقام ہے۔پس اس خطرناک نقص کو دور کرو اور اپنے والدین کی خدمت بجالاؤ۔ورنہ تم اس جنت سے محروم ہو جاؤ گے۔جو تمہارے ماں باپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 593)

(روزنامہ الفضل 8 جون 2004ء)

غزل

ہم عبث گھومے پھرے شہرِ یقیں سے پہلے
کن سے ہم ملتے رہے ایسے حسیں سے پہلے

خامشی ظلم پہ جب حد سے گزر جاتی ہے
آسماں بولنے لگتا ہے زمیں سے پہلے

بستیاں یونہی تو تاراج نہیں ہوتی ہیں
ایک آواز سی آتی ہے کہیں سے پہلے

ایک دن ایسا بھی آتا ہے مکاں سوچتے ہیں
کون رہتا تھا یہاں ایسے مکیں سے پہلے

جس کی اک عمر تلک ذہنی کفالت کی تھی
ہائے وہ شخص جو اُلجھا تو ہمیں سے پہلے

عین ممکن ہے کہ وہ قادر مطلق ہستی
عدل و انصاف شروع کر دے یہیں سے پہلے

شکر صد شکر ہے سمتوں کا تعین قدسیؔ
بے جہت لوگ تھے ہم حبلِ متیں سے پہلے

عبدالکریم قدسیؔ

آسمانِ عشق کے روشن ستاروں کو سلام
''نور'' اور ''دارالذکر'' کے ماہ پاروں کو سلام
ہو گئے قربان اپنے دیں کی عظمت کے لئے
گلشنِ احمد تمہارے جاں نثاروں کو سلام

عبدالصمد قریشی

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ♦ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ♦ مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ♦ قیمت 5 روپے

حضرت مصلح موعود کی قیمتی ہدایات اور خداداد علم و عرفان

خطاباتِ شوریٰ جلد دوم سے چند شہ پارے

انتخاب: فرخ سلمانی

(قسط دوم)

نیکی کا معیار

اِسی طرح دوستوں کو اور علمی مسائل کے متعلق کتابیں لکھنی چاہئیں، مگر وہ مسائل علمی ہونے چاہئیں۔ دوسروں کی اندھی تقلید میں رٹ نہیں لگانی چاہئے۔ مثلاً میں نے دیکھا ہے کچھ دن ہوئے ''الفضل'' میں حضرت عمرؓ کی سادگی کے متعلق بعض مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے کپڑوں پر 12 پیوند ہوتے تھے۔ اب ایک دفعہ کے متعلق تو یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے، لیکن 12 پیوند ہوتے تھے کے معنے تو یہ ہیں کہ جب بھی وہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تھے اس میں قینچی سے 12 موریاں کر کے 12 پیوند لگا لیتے تھے۔ حالانکہ اسے کوئی عقل تسلیم نہیں کرسکتی۔ پھر 12 پیوند لگانے کوئی ذاتی خوبی نہیں کہ اسے بیان کیا جائے اور اِس پر زور دیا جائے۔

دُنیا میں کئی باتیں ایسی ہیں جنہیں انسان وقتی مجبوری یا ضرورت کے لحاظ سے کرتا ہے۔ لیکن کبھی ان کو اپنی زندگی کا مستقل شغل قرار نہیں دیتا۔ مثلاً سادہ زندگی، یہ (دینی) تعلیم ہے، لیکن اگر کوئی اپنے طبعی میلان کی وجہ سے کدّو زیادہ پسند کرے اور یہی زیادہ کھائے تو ہم کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ فلاں شخص اتنی سادگی سے زندگی بسر کرتا ہے کہ ہمیشہ کدّو کھاتا ہے۔ سادگی سے زندگی بسر کرنا اور چیز ہے اور اپنے طبعی میلان یا کسی طبعی ضرورت کی وجہ سے کدّو کھانا اور چیز۔ ہماری جماعت میں ایک دوست ہیں اُن کی بیوی میری بیوی کی سہیلی ہے، اُس نے میرے گھر میں ذکر کیا کہ جب بھی میں اپنے میاں سے پوچھتی ہوں کہ کیا پکاؤں؟ تو وہ کہتے ہیں آلو پکالو۔ اِس کے علاوہ وہ کوئی اور سبزی کھاتے ہی نہیں بس آلو ہی کھاتے رہتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس امر کو لے لے اور کہنا شروع کردے کہ فلاں دوست تو بڑے سادہ ہیں، ہمیشہ آلو کھاتے ہیں تو کوئی شخص ایسی بات سن کر خوش نہیں ہوگا کیونکہ سادہ زندگی کا اصل یہ ہے کہ کھانے میں کفایت کے اصول کو برتا جائے نہ یہ کہ ہمیشہ آلو یا کدّو کھاتے رہنا۔ پھر یہ چیز بھی اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے بدلتی رہے گی۔ مثلاً آجکل ہم ایک کھانا کھاتے ہیں لیکن اِس کو دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ حضرت مسیح موعود کے دسترخوان پر بعض دفعہ دو دو کھانے آجایا کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ آجکل ہم روحانیت میں آپ سے بڑھ گئے ہیں تو یہ بیوقوفی ہوگی۔

پس جو اصولی نیکیاں ہیں اُن کو پیش کرنا چاہئے اور اُنہی پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ لیکن اگر ہم کسی کی کوئی ایسی نیکی پیش کرتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت مسیح موعود میں نہیں پائی جاتی تھی تو ہم حضرت عمرؓ یا کسی اور کی تعریف نہیں کرتے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی ہتک کرتے ہیں۔

اِسی قسم کی احمقانہ باتوں کے نتیجہ میں لوگوں نے حضرت مسیح موعود پر اسراف کا اعتراض کیا اور انہی باتوں کے نتیجہ میں بعض احمق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کوئی پٹھان قدوری پڑھ رہا تھا جس میں اُس نے پڑھا کہ نماز میں حرکت صغیرہ ممنوع ہے اور حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر کسی دوسرے وقت اُس نے حدیث کا جو سبق لیا تو ایک حدیث ایسی آگئی جس میں لکھا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حالتِ نماز میں ہی دروازہ کھول دیا اور بعض جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر نماز میں سانپ وغیرہ سامنے آجائے تو اُسے مارا جاسکتا ہے۔ وہ پٹھان یہ پڑھتے ہی کہنے لگا ''خو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا، قدوری میں لکھا ہے کہ حرکتِ کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتا ہے''۔ اب اگر کوئی شخص ایسا ہو جو نماز پڑھ رہا ہو اور نماز میں ہی سانپ نکل آئے اور وہ نماز نہ توڑے بلکہ پڑھتا رہے تو کیا ہم کہیں گے وہ زیادہ نیک ہے؟ ہم تو یہی کہیں گے کہ اُس کے اندر کوئی دماغی نقص ہے جس کی وجہ سے اُس نے سانپ کو دیکھنے کے باوجود اُسے مارنے کی کوشش نہ کی حالانکہ اسلام نے اُس کی اجازت دی تھی۔ غرض ایسے افعال کو اگر ہم نیکی قرار دیں تو ہمیں نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق کہنا پڑے گا کہ آپ اِس نیکی سے محروم تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ پھر کپڑوں پر 12 پیوند ہونے یہ کوئی فخر کے قابل بات نہیں۔ کیا جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر چھ پیوند ہوتے تھے اُس دن آپ میں نیکی کم ہو جاتی تھی؟ یا آپ جب بھی کوئی نیا کپڑا پہنتے قینچی لے کر بیٹھ جاتے تھے اور کپڑوں کو پھاڑنا شروع کر دیتے تھے؟ غرض اِس قسم کی تاریخیں ہمارے مدنظر نہیں۔ یہ لوگ جو اِن واقعات کو لکھتے ہیں دراصل نقّال ہیں۔ تاریخی واقعات کی چھان بین کی ان میں قابلیت نہیں اور یہ ویسی ہی بات ہے جیسے غیر مبائعین پہلے کہا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کیسی آزادئ رائے حاصل تھی۔ بھری مجلس میں ایک شخص کھڑا ہوتا تھا اور سوال کر دیتا تھا کہ یہ کرتہ تم نے کہاں سے لیا؟ یہ ہے اصل نیکی جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ غرض اِس طرح کہہ کہہ کر جب انہوں نے اپنے ساتھیوں کو نیکی کی سان پر چڑھایا تو اُنہوں نے ہی دوسرے وقت مولوی محمد علی صاحب کی گردن پکڑ لی اور کئی اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب نے یہ شور مچادیا کہ جب تک تم اِسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا پر عمل نہیں کرتے اور ایک آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار نہیں رہتے اُس وقت تک تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ گویا پہلے اعتراض کرنا نیکی تھا اور پھر خاموش رہنا نیکی بن گیا۔ تو ایسے لوگ جو وقتی امور کو نیکیاں قرار دینے لگ جائیں وہ تھالی کے بینگن ہوتے ہیں۔ جو کبھی بھی کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچتے حالانکہ بحث ہمیشہ اصولی ہونی چاہئے۔ مثلاً اگر میں مضمون لکھتا ہوں تو یہ دیکھتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قومی ضرورتوں کے مطابق کس طرح ہر قسم کی قربانیوں پر آمادہ رہتے تھے اور آیا جن قربانیوں کی اُس وقت ضرورت تھی، وہ آپ پیش کرتے تھے یا نہیں۔ میں یہ نہ دیکھتا کہ آپ کے کپڑوں پر 12 پیوند ہیں یا نہیں، بلکہ میں یہ دیکھتا کہ اُس وقت زمانہ جن قربانیوں کا تقاضا کرتا تھا اُن میں آپ نے کس سرگرمی سے حصہ لیا۔ اگر 12 پیوند لگانے ہی نیکی ہوں تو پھر ہم سب گناہ گار سمجھے جائیں گے، کیونکہ ہم میں سے کسی کے کپڑے پر 12 پیوند نہیں ہوں گے۔ ہاں ایک یا دو پیوند کبھی کبھار تو سوائے تعیّش پسند لوگوں کے سب کے نکل آئیں گے لیکن 12 پیوند سینکڑوں میں سے کسی ایک کے ملیں گے۔ خصوصاً شہری بودوباش والوں میں اور 12 پیوند بہ تعہد رکھنا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ثابت نہ ہوگا جو طبعاً بہت بڑے زاہد تھے۔

دراصل یہ سب غلط خیالات ہیں جو لوگوں میں رائج ہیں اور انہی غلط خیالات کے نتیجہ میں انبیاء اور مامورین پر اعتراض واقع ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ جس کے 12 پیوند نہیں وہ روحانیت سے گرا ہوا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ روحانیت کی علامت نہیں بلکہ سادگی کا ایک رنگ ہے جو ہر زمانہ میں بدلتا ہے اِس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ مومن کا کام یہ ہے کہ جہاں خدا اُس کو رکھے رہے اگر فاقہ میں رکھے تو فاقوں میں خوش رہے اور اگر آسودگی سے رکھے تو اُس میں خوش رہے۔ غرض ایسے امور کو نیکیاں قرار دینا بالکل غلط اصول ہے۔ نیکی یہ ہے کہ جب دین کی طرف سے مطالبہ ہو تو اُس وقت انسان مطالبہ کے مطابق قربانی پیش کردے۔ نیکی کی اِس تعریف کو سامنے رکھ کر دیکھ لو کسی پر بھی اِس کے نتیجہ میں اعتراض پیدا نہیں ہوگا نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور نہ حضرت مسیح موعود پر۔ لیکن اگر اِس کی بجائے ہم یہ کہیں کہ روحانیت کا معیار یہ ہے کہ جب دینی ضروریات کے متعلق مطالبہ ہو تو انسان سَو فی صدی اپنا مال دے دے تو اس کے مطابق سوائے حضرت ابوبکرؓ کے باقی سب کو نعوذ باللہ روحانیت سے گِرا ہوا سمجھنا پڑے گا اور حضرت ابوبکرؓ کے متعلق بھی کہنا پڑے گا کہ وہ ساری عمر میں صرف ایک دفعہ اِس معیار پر پورے اُترے۔ غرض مرکزی نکتہ کو مدنظر رکھ کر کتاب لکھنی چاہئے اور ایسی باتیں پیش نہیں کرنی چاہئیں جو مضحکہ خیز ہوں۔ یہی چیزیں ہیں جنھیں دیکھ کر مسلمانوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو پلاؤ کھاتے ہیں تو اس میں مٹی ملا لیتے ہیں اور یہی باتیں جب غیر مذاہب والے سنتے ہیں تو انہیں خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے مسائل عقل کے مطابق نہیں۔

''الفضل'' ہمارے سلسلہ کا آرگن ہے لیکن اس میں متعدد دفعہ ایسے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ پہلے ایک لکھتا ہے اور دو چار مہینے کے بعد وہی مضمون اپنے الفاظ میں نقل کر کے کوئی دوسرا دُہرا دیتا ہے اور اس بات کو بالکل نہیں سمجھا جاتا کہ ان مضامین کے نتیجہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود پر اعتراض واقعہ ہو جائے گا اور مخالف کہے گا کہ اگر یہ نیکی ہے تو آیا یہ نیکی ان میں بھی پائی جاتی تھی جن کو تم نبی، رسول اور دُنیا کا نجات دہندہ سمجھتے ہو۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 217)

نیکی کیا ہے؟

یاد رکھو نیکی صرف یہ ہے کہ (دین) کی ضرورت کے مطابق قرآن کریم کی حدود کے اندر رہ کر کام کیا جائے۔ نیکی کسی خاص فعل کا نام نہیں بلکہ ایک ہی فعل جو ایک وقت میں نیکی ہوتا ہے بعض دفعہ دوسری حالت میں بدی بن جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایک صحابیؓ کو سونے کے کڑے پہنائے، کیونکہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رؤیا میں اُس کے ہاتھ میں سونے کے کڑے دیکھے تھے۔ اُس نے پہننے سے انکار کیا تو آپ نے کہا پہن ورنہ میں تجھے کوڑے لگاؤں گا۔ اب آپ نے وہاں 12 پیوند نہیں لگوائے بلکہ اُسے سونے کے کڑے پہنائے ہیں کیونکہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی تھی۔ تو نیکی یہ ہے کہ تم (دین) کی حدود کے اندر زمانہ کی ضروریات کے مطابق (دین) کے مطالبہ کے ماتحت کام کرو۔ یہی وہ امور ہیں جو مصنّف کو اپنے مدنظر رکھنے چاہئیں۔ اگر کوئی مصنف حضرت عمرؓ کے سوانح حیات لکھتا ہے، اور وہ ان امور کو مدنظر نہیں رکھتا اور نہ یہ بتاتا ہے کہ آپ کی زندگی زمانہ کے مطابق تھی اور آپ اُن تمام قربانیوں میں حصہ لیتے تھے، جن کا اُس وقت مطالبہ ہوتا تھا تو وہ زیادہ سے زیادہ یہی ثابت کرتا ہے کہ آپ ایک سادھو تھے یا ویسے تھے جیسے درگاہوں کے فقیر ہوتے ہیں جن کے کپڑے غلیظ ہوتے ہیں اور اُن کے بالوں میں جوئیں پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 221)

مؤرخین کے لئے ہدایات

ہمیشہ مؤرخ کو عقل سے کام لینا چاہئے اور نقّالی کا مادہ اپنے اندر سے نکال دینا چاہئے۔ ہاں جو اُس زمانہ کا مؤرخ ہو جس زمانہ کی وہ تاریخ لکھنا چاہتا ہے اُس کا یہ کام ہے کہ وہ واقعات جمع کر دے اور بعد میں آنے والے مؤرخوں کا یہ کام ہے کہ وہ واقعات کی صحیح ترتیب قائم کر کے ایسے رنگ میں تاریخ مرتب کریں جس سے اُس شخص کا اصل کیریکٹر سامنے آجائے۔ طبریؔ تک لوگوں کا یہ کام تھا کہ وہ محض واقعات جمع کرتے اور بعد کے مؤرخوں کا یہ کام تھا کہ وہ ایسی طرز پر اُن واقعات کو ڈھالتے کہ اس شخص کا کیریکٹر ہر شخص کے سامنے آجاتا۔ اِسی طرح اور بہت سی علمی کتب کی ضرورت ہے، اگر ہمارے دوست اس طرف توجہ کریں تو میں بھی اُنہیں کچھ مدد دے سکتا ہوں مگر یہ نہیں کہ مجھ سے کتاب لکھوائیں بلکہ اس طرح جس طرح بعض دوست جب لیکچر دینا چاہتے ہیں تو میرے پاس آتے ہیں اور میں اُنہیں نوٹس بتا دیتا ہوں۔ اِسی طرح اگر وہ کوئی کتاب لکھنا چاہیں تو میں اس کی آؤٹ لائنس یعنی بیرونی نقشہ اُنہیں اجمالی طور پر بتا سکتا ہوں۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 222)

خلیفہ وقت کی تجویز کا مقام

میں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ محض اِس خیال سے کہ کوئی تجویز میری طرف سے ہے اُس پر غور نہ کرنا صحیح نہیں۔ اور یہ سمجھ لینا کہ جو تجویز خلیفہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے اس میں ضرور برکت ہوگی اس لئے ہمیں اس پر غور کرنے کی کیا ضرورت ہے، درست نہیں۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ آخری فیصلہ پھر بھی میرے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دیا ہے لیکن بحیثیت مشیر آپ لوگوں کا فرض ہے کہ دیانت داری کے ساتھ ان پر غور کریں اور اگر سمجھیں کہ کسی تجویز میں نقائص ہیں یا اس پر عمل کرنے سے سلسلہ کو نقصان ہوگا یا مشکلات میں اضافہ ہوگا تو دلیری کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔ گویا جس طرح کسی کا روپیہ کھا جانا بددیانتی ہے اِسی طرح مشورہ کو چھپانا بھی دیانتداری کے خلاف ہے۔ پس آپ محض اس وجہ سے اس پر غور کرنے سے پہلوتہی نہ کریں کہ یہ میری طرف سے پیش کی گئی ہے بلکہ اگر آپ کے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز نکلے کہ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو اسے چھپائیں نہیں بلکہ دلیری کے ساتھ گفتگو کر کے اپنے مَافِی الضمیر کو ظاہر کریں۔ اگر تغیر کے متعلق مشورہ کو مَیں قابل قبول نہ سمجھوں گا تو اپنی ذمہ واری پر اسے ردّ کر دوں گا۔ جب اس پر عمل کا وقت آئے اس وقت اختلاف رائے کے اظہار کی اجازت نہ ہوگی لیکن مشورہ کے وقت ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنا مشورہ پیش کرے۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 264)

مربیان کی ذمہ داریاں

سالہا سال کے غور کے بعد مَیں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ (مربی) بننا بڑی ذمہ واری ہے۔ (مربی) پیدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ خیال کہ کوئی کالج (مربی) پیدا کر سکتا ہے بالکل غلط ہے۔ (مربی) وہ ہے جس کے دل کی ایمان کی حالت انبیاء کے ایمان کی مثل ہو اور ظاہر ہے کہ یہ چیز خدا کی دَین ہے ہم کسی کے اندر سے پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ خیال کرنا کہ قدوری یا ہدایہ یا تفسیریں پڑھنے سے یہ بات پیدا ہوسکتی ہے بالکل غلط ہے۔ کتابیں پڑھ کر ایک شخص عالم تو بن سکتا ہے مگر (مربی) نہیں۔ (مربی) کے حقیقی انتخاب کا وقت وہ ہوتا ہے جب اُس کی فطرت کی گہرائیوں کا اندازہ ہو جائے، اُس کے جوہر ظاہر ہو جائیں اور اُس کا ایمان آزمائشوں کی بھٹی میں پڑ چکا ہو۔ میں مانتا ہوں کہ دینی تعلیم کا انتظام بھی ضروری ہے لیکن مدرسہ میں پڑھنے کے وقت تو طالب علم کو خود بھی اپنے جوہر کا علم نہیں ہوتا۔ پس تعلیمِ دینی کا انتظام تو ہونا چاہئے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تعلیم حاصل کرنے والوں کو (مربی) بنا دیا جائے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں یہ سہولت تھی کہ اُن کا دین بھی عربی زبان میں تھا اور اُن کی اپنی زبان بھی یہی تھی مگر ہمارے لئے یہ دِقّت ہے کہ دین تو عربی میں ہے مگر زبان اردو ہے اِس لئے وہ ساری قوم میں سے (مربیان) انتخاب کر سکتے تھے مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے اِس لئے ضروری ہے کہ اس مدرسہ کو جاری رکھا جائے تا انتخاب کے لئے میدان موجود رہے۔ (خطابات شوریٰ جلد 2 ص 294)

غلبہ احمدیت سے قبل مصائب آئیں گے

آپ لوگ حضرت مسیح موعود کے الہامات کو پڑھیں اور دیکھیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے کیا بیان کیا ہے کہ جب تھوڑی بہت ترقی حاصل ہوگئی تو مصیبت کا زمانہ ختم ہو جائے گا؟ یا یہ بیان کیا ہے کہ اس زمانہ تک کہ جماعت کو تمام دنیا پر غلبہ تام حاصل نہیں ہو جاتا مشکلات پر مشکلات آئیں گی اور مصائب پر مصائب برداشت کرنی پڑیں گی۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو جو تکالیف پہنچیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو جن مصائب میں سے گزرنا پڑا اسی طرح اور انبیاء کی جماعتیں جن مشکلات کے دَور میں سے گزریں وہ تمام مشکلات اور تمام مصائب جماعت احمدیہ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور اگر ان الہامات سے یہی ظاہر ہوتا ہے تو آپ لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کہہ کر کہ مصیبت کوئی نہیں آپ کا نفس آپ کو دھوکا دے رہا ہے اور آپ لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی آپ کے لئے بڑے بڑے ابتلاء مقدر ہیں اور درحقیقت میری زبان اُن خطرات کو بیان کرنے سے بالکل قاصر ہے جو ہماری جماعت کو پیش آنے والے ہیں کیونکہ اگر تصریحاً اُن خطرات کا اظہار کر دیا جائے تو دشمن پہلے سے بھی زیادہ ہوشیار اور دلیر ہو جائے اور اُسے معلوم ہو جائے کہ میری خفیہ تدابیر کا اِن کو علم ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے مجھے اخفاء سے کام لینا پڑتا ہے تا دشمن کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس کے منصوبوں کا ہمیں علم ہے۔ (خطابات شوریٰ جلد 2 ص 313)

ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے تبدیلی کی ضرورت

حقیقت یہی ہے کہ اگر ہماری جماعت خدا کی طرف سے ہے اور مجھے تو یقین ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر حضرت مسیح موعود کے الہامات صحیح ہیں اور مجھے تو یقین ہے کہ وہ صحیح ہیں اور اگر قرآن کریم جو کچھ کہتا ہے وہ صحیح ہے اور مجھے تو یقین ہے کہ اس نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے تو اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس قسم کی زندگی کے دَور میں سے ہم اِس وقت گزر رہے ہیں یہ ہرگز ہمارے مناسبِ حال نہیں اور اس میں ایک عظیم الشان تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم وہ تبدیلی نہیں کریں گے آنے والے مصائب کا ہم مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے متواتر ہم کو جگایا گیا اور اس نے اپنے عمل سے ہم کو بتا دیا ہے کہ سلسلہ کے سامنے کتنی اہم مشکلات ہیں اور اگر اِن مصائب میں کچھ وقفہ پڑا ہے تو اس لئے کہ ہم اس وقفہ میں آئندہ رونما ہونے والی مشکلات کے لئے تیار ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ جب وہ اپنے مامورین کی جماعت کو صدمات اور مصائب پہنچاتا ہے تو درمیان میں کچھ وقفے بھی دے دیتا ہے تا وہ صدمات اس کو بالکل کچل نہ دیں اور تا اس کے دل میں یہ حسرت نہ رہے کہ اگر مجھے موقع ملتا تو میں اور زیادہ تیاری کر لیتا۔ اگر متواتر مصائب ہی مصائب وارد ہوتی ہی جائیں تو سوائے ناکامی کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ ایک شخص کو گِرا کر اُس کی چھاتی پر اگر کوئی دوسرا شخص چڑھ بیٹھے اور اُس کا گلا گھونٹنا شروع کر دے اور مسلسل گھونٹتا چلا جائے تو وہ کس طرح بچ سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی طرح اوپر کا شخص نیچے جا پڑے اور جو نیچے پڑا ہوا تھا وہ اُس کے سینہ پر چڑھ جائے تو اِس بات کا امکان ہوتا ہے کہ وہ بچ رہے کیونکہ اُسے زور آزمائی کے لئے موقع مل جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ دوسرے کی چھاتی پر بیٹھ کر مطمئن ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اب دوسرا مجھے نیچے نہیں گِرا سکتا اور ہم نے اسے شکست دے دی تو یہ بیوقوفی کا مرتکب کہلائے گا کیونکہ جب بھی وہ اطمینان کا سانس لے گا دوسرے کے حملہ سے غافل ہو جائے گا اور اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر دشمن اُس پر پھر حملہ آور ہو جائے گا۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 313)

جائیداد کی قربانی

1922ء یا 1923ء میں جب جماعت پر سخت تنگی کا وقت آیا تھا تو میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اپنی سب جائداد سلسلہ کے سپرد کر دوں اور دوسرے دوستوں میں بھی تحریک کروں۔ چنانچہ میں نے بعض دوستوں سے ذکر کیا تو سات اَور دوستوں نے بھی اس قسم کی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ پس اگر اس قسم کا کوئی موقع آئے تو سب سے پہلے میرا حق ہے کہ میں اُس پر عمل کروں۔ (خطابات شوریٰ جلد 2 ص 325)

خون کی ندیاں

میں آپ لوگوں کے سامنے وہ بات پیش کر رہا ہوں جو ایسی ہی یقینی ہے جیسے سورج کا نکلنا۔ اگر یہ یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے نبی تھے، اگر یہ یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کی

جماعت منہاجِ نبوت پر قائم کی گئی ہے، تو جب تک ہماری گردن پر تلواریں نہیں رکھی جائیں اور جب تک ہمارے خون کی ندیاں دنیا میں نہیں بہا دی جاتیں اُس وقت تک ہمارا کامیابی حاصل کرنا ناممکن اور بالکل ناممکن ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے اس زمانہ کو لمبا کر دیا ہو۔ نہ معلوم اُس نے یہ زمانہ سَو سال تک پھیلا دیا ہے یا ڈیڑھ سَو سال تک لیکن بہرحال یہ زمانہ تین سَو سال گزرنے سے بہت پہلے آئے گا کیونکہ حضرت مسیح موعود فرما چکے ہیں کہ ابھی تیسری صدی پوری نہیں ہو گی کہ احمدیت کو کامل غلبہ حاصل ہو جائے گا اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا اور یہ وسیع کامیابیاں اگر تین سَو سال سے پہلے آنی ہیں تو لازماً اس کامیابی کے ابتدائی دَور سے پہلے یہ تکلیفیں جماعت کو پہنچنی ہیں۔ پس ہمارے لئے خون کی ندیوں میں سے گزرنا مقدر ہے اور وہ زمانہ بہرحال تین سَو سال سے پہلے ہے اس وجہ سے جب تک اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے نفوس ہمارے اندر شامل نہ ہوں جن کے چہروں سے ہی یہ ظاہر ہو رہا ہو کہ اگر ہمیں آروں سے چِیر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے، تو احمدیت سے منحرف نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ ہماری زبانوں پر یہ اعلان رہے گا کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے اُس وقت تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک نبی کی جماعت ہیں۔

(خطاباتِ شوریٰ جلد 2 ص 333)

کانٹوں کے بستر

اگر کسی کو بینائی نصیب نہیں اور وہ موجودہ حالات میں آئندہ کے واقعات کو نہیں دیکھ سکتا تو میں اُسے کہوں گا کہ جاؤ اور قرآن کریم پڑھو اور اندھوں کی طرح اُس کی آیتوں پر سے مت گزرو۔ تم جاؤ اور حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مطالعہ کرو مگر نابینوں اور بہروں کی طرح ان پر سے مت گزرو۔ تم ان دونوں کو دیکھو اور پھر سوچو کہ کیا وہاں یہ لکھا ہے کہ تمہیں کانٹوں کے بستر پر سونا پڑے گا۔ اگر تمہیں یہ دکھائی دے کہ وہاں یہی لکھا ہے کہ تمہارے لئے پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کے بستر تیار کئے گئے ہیں اور میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اُس دن کے لئے تیاری کرو ایسا نہ ہو کہ جب تمہارے سامنے یا تمہاری اولادوں کے سامنے وہ قربانی کے مطالبات آئیں تو تم فیل ہو جاؤ اور کہو کہ اِن پر عمل ہم سے نہیں ہوسکتا۔

(خطاباتِ شوریٰ جلد 2 ص 335)

مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ کا معیار بلند ہونا چاہئے

بعض دوستوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید مدرسہ احمدیہ کو توڑے جانے کی تجویز ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔ جو سوال اِس وقت زیرِ غور ہے وہ مدرسہ احمدیہ کی موجودہ شکل کو بہتر شکل میں بدل دینے کا ہے نہ کہ اِسے بالکل توڑ دینے کا۔ مدرسہ کی موجودہ حالت یہ ہے کہ بدترین اُستاد چھانٹ کر نظارت نے وہاں لگا دیئے ہیں اور اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ بیس سال سے وہاں انگریزی کی تعلیم دی جا رہی ہے اور آٹھ دس سال سے تو انگریزی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے مگر مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل کسی (مربی) سے پوچھ کر دیکھ لو۔ حرام ہے کہ وہ انگریزی کا ایک فقرہ بھی صحیح بول سکے۔ اِس کی وجہ سوائے اِس کے اور کوئی نہیں کہ عملہ میں نہایت ردّی آدمی رکھ لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ (مربیان) کے دماغ میں جس قسم کی تعلیم داخل کرنے کی ضرورت ہے اُس کے لحاظ سے چاہئے یہ تھا کہ بہترین آدمی یہاں مقرر کئے جاتے بے شک اس کے نتیجہ میں بجٹ میں اضافہ ہو جاتا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ جو طالب علم اس مدرسہ سے نکلتے وہ علمی استعدادوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہوتے۔

میں جیسا کہ کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں، اس امر کا قائل ہوں کہ بچپن سے ہی بہترین ماحول ہونا چاہئے اور درحقیقت ماحول کا یہ محاورہ اپنے مدارس کے لئے میری ہی ایجاد ہے اور اِس محاورہ کا میں مُوجد ہوں لیکن کہتے ہیں کہ مرغی جان سے گئی اور کھانے والے کو مزہ بھی نہ آیا۔ ایجاد میری چلتی رہے اور جس غرض کے لئے میں نے یہ ایجاد کی تھی وہ بھی حاصل نہ ہو تو اِس کا فائدہ کیا ہوسکتا ہے۔ پس بہترین ماحول اِسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ پہلی جماعت سے ہی قابل اساتذہ کی نگرانی میں لڑکے رکھے جائیں۔ اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو نچلی جماعتوں کو اڑا کر صرف بڑی جماعتوں کے لئے ایسے اساتذہ کو رکھ لیا جائے جو نہایت ہی قابل اور ہوشیار ہوں۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ موجودہ عملہ جس قسم کے اساتذہ پر مشتمل ہے اُن سے لڑکوں کو پڑھوانا خودکشی کے مترادف ہے۔ اور ایسے لڑکے پیدا ہو رہے ہیں جنہیں عربی کے چند صیغے تو آتے ہیں مگر روشن ضمیری اُن میں اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک استاد نہایت اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں۔ آخر امام شافعی وغیرہ کے اُستاد اُنہیں زیادہ تو نہیں پڑھایا کرتے تھے، اُتنا ہی پڑھاتے تھے جتنا آجکل کے استاد پڑھاتے ہیں مگر چونکہ استاد روشن ضمیر تھے اس لئے اُن کی روشن ضمیری شاگردوں کے اندر بھی چلی گئی۔ یہاں بھی بعض ایسے اساتذہ ہیں جو بعض علوم میں ماہر ہیں۔ مثلاً میر محمد اسحٰق صاحب ہیں یا مولوی سید سرور شاہ صاحب ہیں یا حافظ روشن علی صاحب مرحوم تھے لیکن سوال دو یا تین کا نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ تمام عملہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ پس ضروری ہے کہ ہر قسم کے علوم کے ماہرین ہم مدرسہ احمدیہ کے عملہ میں لائیں اور بہترین نوجوان دنیا میں پیدا کریں۔ پھر جب ہمارے پاس اَور زیادہ اموال آجائیں اور ہم بہترین عملہ کو بڑھا سکیں تو ہمیں مدرسہ احمدیہ کو نیچے سے اوپر کو لانا چاہئے بلکہ پہلی جماعت سے ہی اِس کی جماعتوں کو شروع کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ہم ابھی ایسا کرنے سے قاصر ہیں تو پھر میری رائے یہی ہے (اِس پر غور کرلیا جائے) کہ مدرسہ احمدیہ کی موجودہ شکل جو شرعی نہیں اِس قابل ہے کہ اِسے بدل دیا جائے کیونکہ ہم موجودہ لائن پر اپنے بچوں کو ہرگز قربان نہیں کر سکتے۔ اِسی نقص کا یہ نتیجہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے عام طور پر تعلیم یافتہ اور آسودہ حال لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل نہیں کرتے کیونکہ وہ زمانہ کی ضرورت سے مجبور ہیں اور اُن کا نفس اُن کو کہتا ہے کہ لڑکوں کو کچھ انگریزی بھی آنی چاہئے۔ اور چاہے ووٹ وہ اِس جگہ مدرسہ احمدیہ کی موجودہ شکل کے حق میں دے جائیں مگر ان کے گھر کا ووٹ اس کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ وہاں اُن کے اپنے بچے سامنے آجاتے ہیں اور انسان کہہ اُٹھتا ہے کہ اس جگہ بچوں کو داخل کرانے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے مدرسہ میں انہیں داخل کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اب مدرسہ احمدیہ صرف غرباء کی تعلیم کا ایک ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اور اس میں داخل ہونے والے اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ وہ علمِ دین کے حصول کا کوئی شوق رکھتے ہیں بلکہ اس لئے داخل ہوتے ہیں کہ کسی اَور جگہ تعلیم پانے کا اُن کے پاس اور کوئی سامان نہیں ہوتا۔ غرض یہ وہ ماحول ہے جس میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو رکھنا چاہئے۔

بعض لوگوں نے میری اس تجویز کے خلاف مجھے چٹھیاں لکھی ہیں اور کہا ہے کہ یاد رکھئے کہ اگر آپ نے یہ تبدیلی کی تو لڑکے اِس سکول میں نہیں آئیں گے مگر میرا جواب یہ ہے کہ یاد رکھیئے اِس کے نتیجہ میں لڑکے آئیں گے اور اچھے بن کر نکلیں گے۔ عیسائی پادریوں کو دیکھ لو، اُنہیں ہر قسم کے علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر دُنیوی مجلس میں بیٹھ کر اپنا رُعب جما لیتے ہیں اور کہیں شرمندہ نہیں ہوتے مگر ہماری جماعت کے احباب اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ داخل کرتے وقت دل میں ڈرتے رہتے ہیں اور اُنہیں خدشہ رہتا ہے کہ کہیں ہمارے بچے کُودن نہ ہو جائیں۔ اِسی لئے کئی لوگ انہیں دوسرے مدرسہ میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ میٹرک کا امتحان پاس کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں اب کون انہیں مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخل کرے۔ کوئی بڑا شوقین ہو تو انٹرنس کے بعد عربی تعلیم کی طرف توجہ کرتا ہے ورنہ بِالعموم ایسا ہی ہوتا ہے کہ انٹرنس کے بعد لڑکے پسند نہیں کرتے کہ مدرسہ احمدیہ کی پہلی یا دوسری جماعت میں داخل ہوں۔

(خطاباتِ شوریٰ جلد 2 ص 340)

مختلف علوم کے ماہر تیار کرنے کی سکیم

میری سکیم یہ ہے کہ اپنی جماعت کے مختلف افراد کو مختلف علوم کا ماہر بنایا جائے اور بیرونی ممالک میں بھیج کر انہیں اِس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنے علوم کو بڑھائیں تا جس وقت وہ واپس آئیں تو لوگوں پر ان کی علمی قابلیت کا اثر ہو۔ ابھی گزشتہ دنوں مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی ابوالعطاء صاحب کے مدرسہ میں لیکچر ہوئے ہیں اور بڑے کامیاب ہوئے ہیں مگر یہ لیکچر اِس لئے کامیاب نہیں ہوئے کہ یہ احمدی (مربی) تھے بلکہ اس لئے کامیاب ہوئے ہیں کہ مولوی محمد سلیم صاحب ابھی شام سے آئے تھے اور اُنہوں نے فلسطین کے حالات بیان کئے تھے۔ اور مولوی ابوالعطاء صاحب بھی کچھ عرصہ وہاں رہ چکے تھے اور طبعاً لوگوں کو یہ اشتیاق ہوتا ہے کہ وہ غیر مُلک سے آئے ہوئے شخص کو دیکھیں اور اس کی باتیں سُنیں۔ پس ان کا بیرونی مُلکوں کا قیام ان کی مقبولیت کا موجب ہوا اور ساتھ ہی سلسلہ کے (دعوت الی اللہ کے) میدان کو وسیع کرنے کا موجب ہوا۔ پس میرا منشاء یہ ہے کہ اپنی جماعت کے بعض افراد کو غیر ممالک میں تحصیلِ علم کے لئے بھیجا جائے مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ان کو بھیجتے وقت ہمارا دل نہ دھڑکے کہ خبر نہیں اب ان کی قیمت ڈیڑھ سَو بنتی ہے یا اڑھائی سَو بنتی ہے مگر جب ہمیں یقین ہو کہ ان کی قیمت پندرہ روپے ہی رہے گی تو ہم انہیں کہیں گے جاؤ اور دُنیوی علوم میں خواہ افلاطون بھی بن جاؤ یا دینی علوم میں عبدالرحمٰن بن جوزی یا سیوطی بن جاؤ، ہم تمہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تمہیں باوجود افلاطون یا عبدالرحمٰن بن جوزی یا سیوطی بن جانے کے پندرہ روپے ہی ملیں گے اس سے زیادہ نہیں۔ ایسے آدمی اگر ہمیں میسر آجائیں تو ہمیں ان کو غیر ممالک میں بھیجنے میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوسکتی کیونکہ ان کو علم کی صورت میں نفع مل جائے گا اور ہمیں ایک قابل آدمی کی صورت میں نفع مل جائے گا۔

(خطاباتِ شوریٰ جلد 2 ص 346)

م۔غفار

میرا پیارا بھائی اعجاز الحق (صحافی)

سانحہ لاہور کے شہید ہونے والوں میں میرا بھائی اعجاز الحق شہید بھی ہے جو الیکٹرانک نیوز چینل سٹی 42 میں کام کرتا تھا اور حملہ کے وقت بھی سب سے پہلے اسی کے ذریعے میڈیا تک یہ خبر پہنچی اور لائیو ریکارڈنگ کرواتے ہوئے ہی زخمی ہو گیا اور ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں جام شہادت نوش کر گیا۔ میں اپنے پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہوں اعجاز الحق تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔

میرے پڑدادا منشی محمد دین مرحوم امرتسر کے رہنے والے تھے اور آپ نے حضرت مسیح موعود کی تحریری بیعت کی تھی۔ میرے پڑدادا کے چار بیٹے تھے۔

1۔مکرم حکیم فضل حق صاحب 2۔مکرم محمد عبدالحق مجاہد صاحب 3۔مکرم محمد ابراہیم صاحب 4۔مکرم محمد اسحاق نثار صاحب

حکیم فضل حق صاحب ہمارے دادا تھے۔ ہمارے دادا جان کے دو بیٹے تھے مکرم رحمت حق صاحب اور مکرم بشیر الحق صاحب۔ ان میں ہمارے والد مکرم رحمت حق صاحب مرحوم کے پانچ بیٹے تھے۔عزیز الحق، افتخار الحق (کینیڈا) ظفر الحق (کینیڈا)، اکرام الحق اور اعجاز الحق شہید۔

اس سانحہ سے قبل ہی میری طبیعت میں بے چینی اور پریشانی کی سی کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔ جس کی وجہ اس وقت سمجھنے سے قاصر تھی۔ ہماری واحد حیات پھوپھی 28 مئی کو صبح صبح بغیر اطلاع دیئے ہمارے گھر آ گئیں اور کہنے لگیں کہ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہمارے خاندان کے تمام مرحوم افراد (یعنی میرے مرحوم دادا جان اور میرے مرحوم چچا جان اور والد صاحب) خواب میں آئے اور کہنے لگے کہ تیار ہو جاؤ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ میں چونکہ خاندان میں سب سے بڑی ہوں۔اس لئے خیال آیا کہ میرا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا میں اپنے بھتیجے بھتیجیوں سے مل آؤں۔ اور صبح صبح ہی لاہور آ گئیں۔28 مئی کو صبح پھوپھو جان اعجاز الحق کے گھر بھی اس کو ملنے چلی گئیں۔ وہاں گھر میں اس سے ملاقات ہوئی اس کو پیار کیا وہ کہنے لگا میری ڈیوٹی کا وقت ہو رہا ہے۔ جمعہ کے بعد بھی کام ہے لہٰذا رات کو ملاقات ہوگی یہ کہہ کر ڈیوٹی پر چلا گیا۔

28 مئی کو دوپہر 2 بجے کے قریب میری بیٹی کا بینک سے فون آیا کہ دارالذکر پر حملہ ہوا ہے T.V دیکھیں جب T . V لگایا تو دارالذکر پر دہشت گردوں کے حملے کی کوریج دکھائی جا رہی تھی تین بجے کے قریب ہمارے دوسرے بھائی انعام الحق کا مجھے فون آ گیا کہ ہمارا بھائی اعجاز الحق دارالذکر کے سانحہ میں شہید ہو گیا۔

وہ LIVE ریکارڈنگ برائے چینل سٹی 42 کام کرتے ہوئے براہ راست برسٹ لگنے سے شہید ہو گیا۔ پہلے وہ مینار پر موجود دہشت گرد کی فائرنگ سے شدید زخمی ہوا۔ زخمی حالت میں بھی سٹی 42 چینل سے LIVE کوریج موبائل کے ذریعے کرا رہا تھا۔اس وقت اس کی زخمی حالت کی آوازیں بھی ریکارڈ اور نشر ہو رہی تھیں بعد میں چینل والوں نے اس کی مکمل تصویر کو ساتھ LIVE ریکارڈنگ کی فلم 10 دن تک صبح و شام نشر کرتے رہے ساتھ تعریفی اور بہادری کے کلمات بھی نشر ہوتے رہے۔

الفضل میں شائع ہونے والے شہداء کے مضامین نے میرے دل میں بھی خیال پیدا کیا کہ میں اعجاز الحق بھائی کے متعلق مضمون لکھوں۔ میرا بھائی اپنی غیر معمولی مزاح کی طبیعت اور ہنسنے ہنسانے میں بہت نمایاں تھا۔خاندان اور دفتر کے سٹاف میں ہر دلعزیز تھا۔شادی کے بعد بچے بھی بڑے ہو گئے لیکن اس کی مزاح کی طبیعت میں معمولی فرق بھی نہ آیا تھا بہادری اور جرأت اس کو ورثے میں ملی تھی۔ کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرنا اس کا شیوہ تھا۔

ہمارا خاندان مغلپورہ کے سب سے پرانے رہائشیوں میں سے ہے ہمارے پڑدادا منشی محمد دین 1924ء میں مغلپورہ کی بیت کی بنیاد رکھنے والوں میں شامل تھے اور بعد ازاں اوّلین امام الصلوٰۃ مغلپورہ کا شرف بھی حاصل رہا۔

اسی طرح ہمارے والد مکرم رحمت حق صاحب بھی باقاعدگی سے نماز جماعت پڑھتے تھے۔ رہائش تبدیل ہو جانے کے بعد اعجاز الحق اپنے بچوں کے ساتھ مسکین پورہ کی بیت الذکر میں باقاعدگی سے فجر کی نماز کے لئے جایا کرتا تھا۔ بچے بھی ہمراہ ہوتے تھے۔ جمعہ کی نماز کسی بھی طرح چھوڑتا نہیں تھا۔ دفتر سٹی 42 میں ریکارڈنگ کے لئے جہاں بھی ہوتا جمعہ کی نماز سے قبل دارالذکر یا مغلپورہ پہنچ جاتا۔28 مئی کو بھی ایسا ہی ہوا۔

اعجاز الحق کو بچپن سے ہی ڈیوٹی خدمت خلق کا جنون کی حد تک شوق تھا۔مغلپورہ کی بیت میں جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے موقع پر وہ خدمت خلق کی ڈیوٹی پر حاضر ہوتا تھا۔ اسی طرح ہانڈو گجر میں لاہور جماعت کے جلسہ سالانہ ہوا کرتے تھے وہاں پہلے سیکیورٹی، کھانا اور پھر سٹیج پر سبز پگڑی پہنے ڈیوٹی دینے کی توفیق پاتا تھا۔ اور وہاں بھی اپنے مزاج اور مزاح کے مطابق سب کو ہنسائے رکھتا تھا۔

ربوہ میں بچپن سے ہی جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانہ 3 پر ہمیشہ ڈیوٹی دیتا تھا۔ بعد میں عورتوں کی جلسہ گاہ کے باہر نظر آتا تھا۔ کیا لکھوں خدمت دین کا عشق تھا جو میرے بھائی کے اندر موجود تھا۔

اس کی تلاوت اور قراءت بہت اچھی ہوا کرتی تھی۔قرآن پاک کے کچھ پارے حفظ بھی کر رکھے تھے۔ ہانڈو گجر جلسہ کے ہر موقع پر میرے ابو مکرم رحمت حق صاحب، میری والدہ میں اور میرے بھائی پورا خاندان ڈیوٹیاں دیا کرتا تھا۔ جس سے ہمیں روحانی خوشی ملتی تھی۔ کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع تشریف لے گئے تو ہم بھی وہاں تھے ابو کے ہمراہ بھائی اعجاز بھی ڈیوٹی دیا کرتا تھا۔غریبوں کی مدد کرنا اور اس کا کسی کو خبر تک نہ ہونے دینا بھائی کا اصول تھا۔

اس کی شہادت کے وقت اہل محلّہ جب افسوس کے لئے آئے تو ہمیں پتہ چلا کہ اس نے محلّہ کے بہت سے غریب لوگوں کی ماہانہ مدد جاری کر رکھی تھی۔ باوجود کم آمدن کے وہ مستحقین اور غربا کی مدد کرتا تھا۔ ایک محلّہ کی عورت نے بتایا کہ میں نے سود پر قرضہ لیا ہوا تھا۔ اس نے تنخواہ سے بڑی رقم یکمشت ادا کر کے مجھے اس سودی قرضہ سے نجات دلائی تھی۔ اسی طرح عورتوں نے بھابی کو بتایا وہ ہماری مالی مدد اور گھر کی الیکٹرانک چیزوں کی مرمت کر کے پیسے نہیں لیا کرتا تھا۔

شہادت کے بعد حضور انور کا جب ٹیلی فون آیا تو میں وہیں تھی حضور کی باتوں نے ہمیں بہت حوصلہ دیا اور ہم اچانک ایک عجب اطمینان و سکون محسوس کرنے لگے تھے۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

غزل

اُٹھی تھی اک صدا جو کبھی قادیان سے
اُتری تھی کائنات میں وہ آسمان سے

سانسوں میں جس نے پھونک دی ہے زندگی نئی
مجھ کو عزیز تر وہی سارے جہان سے

بجھتے دیئے کو کر دی نئی روشنی عطا
سچائی بولنے لگی تیری زبان سے

کھلنے لگے ہیں پھول نئے رنگ و بو کے ساتھ
بادِ صبا چمن میں گئی ایک آن سے

نقشِ قدم پہ تیرے چلے جا رہے ہیں ہم
خائف نہیں ہیں ہم بھی کسی امتحان سے

کوئی عذاب جاں نہ فریب نظر کوئی
بڑھتے رہیں گے یونہی بڑے اطمینان سے

مرزا محمد افضل

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب وڑائچ مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے مکرم سعد محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ ربوہ اور مکرمہ طیبہ مہناز باجوہ صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 21 نومبر 2011ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت فارس محمود نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ دفتر شعبہ تاریخ احمدیت کا پوتا اور مکرم چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب آف جرمنی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کی صحت و سلامتی والی، دارزی عمر والا، نیک سیرت اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ صدر لجنہ حلقہ دارالنصر غربی منعم ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم ریحان قمر صاحب اور بہو مکرمہ ثمرہ طیبہ ریحان صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ یکم دسمبر 2011ء کو پہلی بیٹی عطا کی ہے۔ جس کا نام وشمہ ریحان تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم فلاح الدین قمر صاحب ربوہ کی پوتی اور مکرم حمید احمد صاحب آف ہڈیارہ لاہور حال ربوہ کی نواسی ہے۔ نیز مکرم صوبیدار میجر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و عافیت والی لمبی اور فعال زندگی عطا فرمائے۔ والدین کیلئے قرۃ العین اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم مبشر احمد طاہر صاحب فیکٹری ایریا سلام ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی مکرم نصیر احمد صاحب خادم گیسٹ ہاؤس ڈیفنس لاہور کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے مورخہ 27/اکتوبر 2011ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سفیر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم حکیم طالب حسین صاحب طاہر آباد شرقی ربوہ سابق کارکن وکالت مال اول تحریک جدید کا نواسہ اور مکرم حاجی احمد صاحب مرحوم جھنگ کا پوتا ہے۔ احباب سے نومولود کے نیک، صالح، خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب نکاح وشادی

مکرم مظفر احمد صاحب الیکٹریشن نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے پیارے بیٹے مکرم مدثر احمد خالق صاحب کارکن دفتر محاسب و معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کی تقریب نکاح وشادی مورخہ 19 نومبر 2011ء کو مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد چیمہ صاحب سے ہوئی۔ نکاح کا اعلان محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے کیا اور دعا کروائی۔ مورخہ 20 نومبر 2011ء کو دعوت ولیمہ ہوئی اسی دن میری بیٹی مکرمہ نبیلہ فرخ صاحبہ کے نکاح و رخصتی کی تقریب ہوئی۔ بچی کی شادی مکرم ظہیر الدین بابر صاحب ابن مکرم نصیر احمد صاحب سے ہوئی۔ نکاح کا اعلان محترم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر مال آمد نے کیا اور دعا کروائی۔ بعدازاں بچی کی دعا کے ساتھ رخصتی ہوئی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں شادیاں جانبین کیلئے اور جماعت کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہوں۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ناظم الدین صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں ان کو ران پر زخم کی وجہ سے تکلیف ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ فریحہ داؤد صاحبہ اہلیہ مکرم رانا منظور احمد صاحب لندن یو۔ کے تحریر کرتی ہیں۔

میری والدہ محترمہ ناہید داؤد صاحبہ اور میری دادی مکرمہ اصغری خانم صاحبہ گوجرانوالہ میں شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ملک خالد محمود صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

فوری رابطہ کریں

مکرم شمشاد علی صاحب سابقہ ایڈریس C/O امیر صاحب سیالکوٹ

مکرم ندیم احمد صاحب سابقہ ایڈریس ہڈمڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ براہ کرم جلد وکالت وقف نو سے رابطہ کرکے ممنون فرمائیں۔

(وکیل وقف نو)

سالانہ پکنک پروگرام

(مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو مؤرخہ 26 نومبر 2011ء کو اپنی سالانہ پکنک بیوت الحمد کالونی کے لجنہ کی گراؤنڈ میں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس موقع پر چند ایک تربیتی پروگرام بھی کئے گئے۔ 9 بجے پکنک کے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی محترم سید قاسم شاہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد محترم مہمان خصوصی نے افتتاحی خطاب کیا اور دعا کروائی۔ بعدۂ درس القرآن، درس حدیث اور درس ملفوظات ہوئے۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ علمی مقابلہ جات میں تقریر فی البدیہہ اور دینی معلومات نیز ورزشی مقابلہ جات میں کلائی پکڑنا اور میوزیکل چیئر کے مقابلے شامل تھے۔ اسی دوران انصار کو چائے بھی پیش کی گئی۔

اس پروگرام کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد انور نسیم صاحب منتظم عمومی مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے رپورٹ پیش کی۔ ازاں بعد محترم مہمان خصوصی نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور اس کے بعد نصائح فرمائیں۔ اس کے بعد مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے اختتامی کلمات کہے اور معزز مہمانوں اور انصار کا شکریہ ادا کیا۔ ازیں بعد محترم صدر صاحب مجلس نے دعا کروائی۔ اس پروگرام میں 250 سے زائد انصار نے شرکت کی۔

دعا کے بعد نماز ظہر وعصر جمع کرکے ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد تمام شرکاء کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس طرح یہ ایک روزہ پکنک کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

کیوبا۔ ایک تعارف

کیوبا کا کل رقبہ 110860 مربع کلومیٹر ہے۔ کل آبادی 1 کروڑ 13 لاکھ 94 ہزار 43 سو ہے۔ 70 فیصد آبادی 15 سے 64 برس کی درمیانی عمر سے تعلق رکھتی ہے۔ آبادی میں اضافے کی شرح 0.273 فیصد یہاں کی اوسط عمر 78 برس ہے۔ ہسپانوی زبان بولی جاتی ہے۔ 15 برس یا اس سے اوپر کی عمر کا ہر وہ فرد خواندہ کہلاتا ہے۔ جو پڑھ اور لکھ سکتا ہو۔ یہاں شرح خواندگی 99.8 فیصد ہے۔ جو عورتوں اور مردوں میں یکساں ہے۔

کیوبا ایک کمیونسٹ ریاست ہے۔ ہوانا اس کا دارالحکومت ہے۔ اس کے 14 صوبے ہیں۔ **اس نے 10 دسمبر 1898ء کو سپین سے آزادی حاصل کی۔** اس کے بعد اس پر امریکہ نے قبضہ کرلیا لیکن یہ قبضہ محض چار برس ہی چل سکا۔ یوں کیوبن لوگوں نے 20 مئی 1902ء کو امریکہ سے بھی آزادی حاصل کرلی۔ یکم جنوری 1959ء کو یہاں فیدل کاسترو نے انقلاب برپا کردیا جس کے بعد وہ 23 فروری 2008ء تک اس کی قیادت پر فائز رہے۔ ملک کا موجودہ دستور 24 فروری 1976ء کو نافذ ہوا تھا جس میں جولائی 1992ء اور پھر جون 2002ء میں ترامیم کی گئیں۔ یہاں پانچ برس کے لئے منتخب ہونے والی پارلیمان میں 614 نشستیں ہیں۔

90 کے بعد یہاں روزمرہ کی اشیاء بالخصوص خوراک میں شدید قلت پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد لوگوں کا طرز زندگی معمول کی سطح سے بہت نیچے چلا گیا۔ اس کی بنیادی وجہ کیوبا کی سرپرست سپرپاور سوویت یونین کا انہدام تھا۔ اسے سوویت یونین کی طرف سے وافر امداد ملتی تھی۔ اب بھی اسے بعض کمیونسٹ ممالک کی طرف سے خصوصی امداد مل رہی ہے۔ 2000ء سے کیوبا وینزویلا سے ایک لاکھ بیرل پٹرول روزانہ حاصل کررہا ہے۔ اس کے بدلے میں کیوبا نے وینزویلا کو 20 ہزار طبی ماہرین فراہم کئے ہوئے ہیں۔

2007ء کے اعدادوشمار کے مطابق ملکی جی ڈی پی کی شرح 7 فیصد ہے۔ سالانہ فی کس آمدنی 4500 امریکی ڈالر ہے۔ بے روزگاری کی شرح 1.9 فیصد ہے۔ خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والا کوئی ایک فرد بھی نہیں ہے۔ روزمرہ اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں اضافے کی شرح 3.6 فیصد ہے۔ بجٹ کا عالم یہ ہے کہ آمدن 35.01 ارب ڈالر ہے جبکہ اخراجات 36.73 ارب ڈالر ہیں۔ یہاں کی زرعی مصنوعات میں چینی، تمباکو، کافی، چاول، آلو، لائیوسٹاک وغیرہ ہیں۔ ملک میں 16.45 ارب کلوواٹ بجلی پیدا ہوتی ہے جبکہ کھپت 13.87 ارب کلوواٹ ہے۔ کیوبا بجلی برآمد کرتا ہے نہ ہی درآمد کرتا ہے۔ کیوبا پیٹرول، خوراک، مشینری اور سامان اور کیمیکلز درآمد کرتا ہے۔ درآمدات میں سب سے زیادہ حصہ وینزویلا کا ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر چین اور تیسرے نمبر پر سپین ہے۔ پورے ملک میں 165 چھوٹے، بڑے ایئرپورٹس ہیں۔

(سنڈے ایکسپریس 16 مارچ 2008ء)

ضرورت وارڈن

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وارڈن کی آسامی خالی ہے۔خواہشمند خواتین جوکل وقتی ملازمت کرسکتی ہوں اور جن کی تعلیم کم از کم B.A ہو اپنی درخواستیں صدر محلّہ کی تصدیق کے ساتھ ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے نام ارسال کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

ضرورت اساتذہ

نصرت جہاں اکیڈمی بوائز سکول و انٹر کالج میں اردو، انگریزی، جنرل سائنس اور کمپیوٹر سائنس کے مضامین کیلئے اساتذہ کی فوری ضرورت ہے۔ایسے احباب جنہوں نے بی اے، بی۔ایس سی، ایم اے، ایم ایس سی بطور ریگولر طالب علم کی ہو اور ادارہ میں خدمت کرنے کے خواہشمند ہوں اپنی درخواستیں معہ نقول تعلیمی سرٹیفکیٹ مکرم صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ جلد از جلد بھجوائیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی بوائز سکول وانٹر کالج)

نورالعین میں میڈیکل ٹیسٹ کی سہولت

ادارہ نورالعین میں بلڈ بینک کی سہولت کے ساتھ ویکسینیشن سنٹر، تھیلیسیمیا سنٹر اور پیتھالوجی لیبارٹری میں اب باقی تمام ٹیسٹوں کے ساتھ ساتھ وٹامن ڈی لیول (Vit- D Level) کی سہولت بھی موجود ہے۔اس کے علاوہ ڈینٹل سرجری (مارننگ) اور سائیکالوجی کلینک (ایوننگ ٹائم شام 4:30 تا 6:30) سے بھی ضرورت مند احباب استفادہ کرسکتے ہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ربوہ میں طلوع وغروب 10۔دسمبر

طلوع فجر	5:28
طلوع آفتاب	6:55
زوال آفتاب	12:01
غروب آفتاب	5:07

ستار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

مغل بینکوئیٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی -/120 روپے بڑی -/480 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

Best Return of your Money
انصاف کلاتھ ہاؤس اینڈ سلک سنٹر
گل احمد۔الکرم۔امپورٹڈ گرم ورائٹی دستیاب ہے۔
ریلوے روڈ ربوہ 047-6213961,0300-7711861

عبداللہ موبائلز اینڈ الیکٹرونکس سنٹر
موبائل، فریج، جنریٹر، واشنگ مشین، اینڈ ڈرائیر
TV چائنہ، DVD فوٹوسٹیٹ کی سہولت موجود ہے
موٹر سائیکل، مکمل کمپیوٹر LCD 15"-17"-19"
طالب دعا: چوہدری محمد نواز وڑائچ: 0345-6336570

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209
Skype id:alreheman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

FR-10